نصر من اللہ و فتح قریب

رسالہ

الوقف

جائیداد وقف کا نگہبان

قوم اور متولیان اس کے درمیان ثالث بالخیر

اڈیٹر۔ محمد احمد جان زبیری متعلم میرٹھی

جائنٹ اڈیٹر منشی حمید حسن انصاری

نمبر ۱	بابتہ ماہ محرم الحرام ۱۳۴۱ھ مطابق ستمبر ۱۹۲۲ء	جلد ۱

باہتمام منشی محبت حسین پبلشر

ماسٹر اشفاق علی پرنٹر کے

مطبع جعفری مظفرنگر میں چھپا

قواعد وضوابط

۱ - اس رسالہ کو کسی پولٹیکل بحث سے کچھ سروکار نہ ہوگا۔

۲ - مذہبی مناظرہ یا بحث مباحثہ کے متعلق اس رسالہ میں کسی قسم کا مضمون شائع نہ کیا جائیگا۔

۳ - علمی۔ ادبی۔ اخلاقی اور زیادہ تر مذہبی مضامین اس رسالہ میں درج ہوا کریں گے۔

۴ - اپنے نام کے لحاظ سے یہ رسالہ ایسے تمام مضامین کے لئے وقف رہیگا جو کسی جائداد وقف کی انتظامی حالت پر روشنی ڈالنے کیلئے تحریر کئے جائیں یا جن میں کسی جائداد وقف کے متولی سے کسی اصلاح کی خواہش ظاہر کی گئی ہو۔

۵ - یہ رسالہ سردست ہر قمری مہینہ کی پہلی تاریخ کو میرٹھ سے شائع ہوا کرے گا۔

۶ - کوئی رسالہ زرچندہ پیشگی دئے ہوئے بغیر جاری نہ ہوگا۔

۷ - چندہ سالانہ عام طور پر [illegible] مقرر کیا گیا ہے۔ زراعانت میں جو کچھ بھی عنایت ہو۔

۸ - مضمون و نامہ نگار صاحبان کی خدمت میں رسالہ مفت ارسال ہوا کریگا۔

۹ - ہر ایک مضمون۔ خبر اور اطلاع کے نامہ نگار و مضمون نگار صاحبان خود ذمہ دار رہیں گے۔

۱۰ - جائداد وقف کے متعلق تمام خبریں صحیح صحیح ہونی چاہئیں کوئی خبر گمنام درج نہ کی جائیگی۔ بلکہ خبر کو قابل اعتبار بنانے کے جو ذرائع حاصل ہو سکیں ان سے کام لیا جانا چاہیئے۔ تاکہ غلط خبریں متولی صاحبان کی بدنامی کا باعث نہ ہو سکیں۔

۱۱ - نامہ نگار صاحبان وقف کے متعلق خبریں لکھتے ہوئے اس بات کا اچھی طرح خیال رکھیں کہ وہ اپنی خبروں کے ہر طرح ذمہ دار ہونگے۔ نیز اگر کبھی انکی دی ہوئی خبر غلط ثابت ہوئی تو پھر ان کی بھیجی ہوئی خبر خواہ وہ کیسی ہی صحیح کیوں نہو درج رسالہ نہ کیجایا کریگی۔

۱۲ - اگر کسی نامہ نگار کی مرسلہ غلط خبر درج رسالہ ہذا ہو جائے تو متولی صاحبان اس کے غلط ہونے کے متعلق اڈیٹر رسالہ ہذا کو آگاہ کر کے اس خبر کی تردید چھپوا سکینگے اور اڈیٹر اس کے لئے ہر وقت آمادہ رہیگا۔

۱۳ - رسالہ ہذا کا ہر خریدار انجمن "معین الاوقاف" کا ممبر شمار کیا جائیگا اور اس کو انجمن کے سالانہ جلسہ کے انعقاد کی باقاعدہ اطلاع دیجایا کریگی جلسہ میں جو صاحب تشریف لائینگے انجمن انکے قیام و طعام کی ذمہ دار ہوگی۔ جو صاحب نہ آسکیں وہ اپنی رائے قلمبند فرما کر بھیج سکیں گے جلسہ سالانہ کی متعلق اخبار درج رسالہ ہذا

۱۴ - ہر قسم کے مضامین اور خبریں و دیگر اطلاعات بنام اڈیٹر اور جملہ زرچندہ و زراعانت بنام منیجر رسالہ "الوقف" میرٹھ بھیجنا چاہئے۔

التماس اڈیٹر

اس رسالہ کے اجراء کا اصل منشا تو یہ ہی کہ متولیان جو پبلک کے اعتراضات یا خواہشات انتظام وقف کی پرواہ نہیں کرتے اُن کے حالات اور انتظام وقف سے اس رسالہ کے ذریعہ شیعہ پبلک کو اطلاع دیجاتی رہے اور اگر مقامی اور انفرادی آواز متولیان کو نہیں جگا سکتی تو قوم کی اجتماعی کوشش باریاب ہو سکے۔ نیز شیعہ کانفرنس کے شعبہ اوقاف کو اس رسالہ سے کافی مدد ملتی رہے اور وہ باقاعدہ اجلاس ہائی کانفرنس میں اس رسالہ کی مندرجہ اطلاعات کے ذریعہ شیعہ پارٹی کی توجہ اصلاح انتظام اوقاف کی طرف مبذول کرا سکے اور کانفرنس کی مجموعی آواز انتظام وقف کی اصلاح میں کامیابی حاصل کر سکے۔

اس اصل غرض کے علاوہ رسالہ کو دلچسپ اور ہر دلعزیز بنانے کی کوشش میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جائیگا اور اس کے لئے علمی۔ ادبی اور اخلاقی مضامین مشہور اہلِ قلم کے درج کئے جایا کرینگے۔

اس رسالہ کے ایک حصہ میں تفننِ طبع ناظرین کے لئے نظم مثل سلام۔ رباعیات اور قصائد وغیرہ بھی درج کئے جائیں گے۔

عام رسالوں کی طرح اس رسالہ میں صرف مضامین ہی نہ ہونگے بلکہ سب سے آخر میں رسالہ کی ایک اشاعت سے دوسری اشاعت تک اندرون و بیرون ملک کی اہم خبریں بصورت خلاصہ مضمون درج ہونگی نیز جس روز رسالہ شائع ہوگا اُس روز کی تازہ ڈاک کی مختصر خبریں درج کیجایا کرینگی تاکہ وہ اصحاب بھی جو اخبار بینی کا شوق نہیں رکھتے اس رسالہ کے ذریعہ ملک کے اہم واقعات معلوم کر سکیں۔ رسالہ ہذا سر دست ۲۰ صفحات پر شائع کرنا شروع کیا جاتا ہی۔ اس قدر کم ضخامت سے صرف یہ دیکھنا مقصود ہی کہ شیعہ پارٹی کو اپنی جائیداد (وقف) کے انتظام سے کس قدر دلچسپی ہی۔ اگر شیعہ صاحبان کو اس سے دلچسپی ہوئی اور انھوں نے ہماری حوصلہ افزائی کی اور رسالہ کی خریداری سے جی نہ چرایا تو یہ ہر طرح ممکن ہی کہ دوسری اشاعت پر ہی اس رسالہ کی ضخامت میں اضافہ کر دیا جائے اور آئندہ بھی بلحاظ دلچسپی ناظرین رسالہ

کی ضخامت میں اضافہ ہوتا رہے۔

کاغذ، لکھائی اور چھپائی کی گرانی اور محصول ڈاک کی زیادتی کو پیش نظر رکھتے ہوئے ناظرین خود اندازہ لگا سکیں گے کہ یہ رسالہ کسی طرح ہمیں نفع نہیں پہونچا سکتا بلکہ اس قدر ضخامت پر بھی تیس۳۰ چالیس۴۰ روپیہ ماہوار جو کچھ اس رسالہ کی اشاعت میں خرچ ہوگا وہ ہمارا اس خواہش میں خرچ ہوگا کہ جائداد وقف کا جسے اپنی ہی جائداد سمجھنا بالکل بجا اور درست ہے انتظام ایسا ٹھیک ٹھیک ہو جس سے قوم کو واقف کی مرضی کے موافق فائدہ پہونچتا رہے۔ لہذا اس رسالہ کی مدد کرنا یہ معنی رکھتا ہی کہ ایسے ذرائع کے حصول اور ایسی کوشش کی طرف قدم بڑھایا جائے جس سے ہم اپنی جائداد کی بدنظمیوں کو دور کرانے میں کامیاب ہو سکیں اور ہمیں وہی فائدہ پہونچ سکے جس کے لئے ہمارے ذی حوصلہ بھائیوں نے اپنے مرنے کے بعد اپنی جائداد ہمارے سپرد کی تھی۔

عہ سالانہ موجودہ ضخامت کے لحاظ سے شاید ناظرین کو گراں گزرے اور اعتراض کیا جا سکتا ہے کہ بڑی بڑی ضخامت کے رسالہ جات جو دو۔ تین روپیہ سالانہ چندہ پر ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں تو رسالہ "الوقف" اپنی مختصر ضخامت کی موجودگی میں عہ سالانہ چندہ کا کب مستحق ہو سکتا ہے

یہ خیال اور اعتراض ایک حد تک معقول ہوگا لیکن جب ہم یہ وعدہ کرتے ہیں کہ ناظرین کی دلچسپی اور اپنی حوصلہ افزائی کے ساتھ ہی ساتھ سال کے اندر ہی اس رسالہ کی ضخامت میں بیشی ہوتی رہیگی تو کوئی وجہ نہیں کہ عہ چندہ زیادہ تصور کیا جائے کیونکہ جو ناظرین آج ۲۸ صفحہ کا رسالہ دیکھ رہے ہیں وہ کیا عجب ہی کہ قوم کی دلچسپی کے باعث سال کے آخر تک "الوقف" کو دو چند ضخامت میں دیکھ سکیں اور چندہ وہی عہ دینا پڑے۔

قطع نظر اس کے تمام رسالے ذاتی فائدہ کی بناء پر جاری کئے جاتے ہیں اور یہ رسالہ قومی فائدہ کے لئے جاری کیا جا رہا ہی لہذا اگر ہمارے عہ سالانہ کے ذریعہ ہماری جائداد کا انتظام معقول ہونے لگے اور ہماری قوم اس سے مستفیض ہو تو پھر دو تین آنہ مہینہ دینا ہمکو کیا بڑا ہے اور آٹھ دس پیسے مہینہ کی ناچیز رقم خرچ کرنے سے اگر ماہوار قومی رپورٹ آپ کی نظر سے گذر سکے تو ان داموں کیا لوٹا ہی۔ اس لئے یہ امید کسی طرح بیجا نہیں ہو سکتی کہ جس شیعہ کے پاس یہ رسالہ پہونچے وہ نہ صرف خود اس کا خریدار ہوگا بلکہ دوسروں کو اس کی خریداری پر آمادہ کریگا۔

خدانخواستہ اگر اس رسالہ کی قدر نہ کی گئی اور ہمیں اس رسالہ کو بند کرنا پڑا تو پھر یہ کہا جاسکے گا کہ قوم ابھی اپنی اُسی نیند میں مدہوش ہے اور یہ کہ شیعہ کانفرنس کی جدوجہد اسے اس قدر بھی بیدار نہ کرسکی کہ وہ اپنی جائیداد (جائیداد وقف) کیلئے دو ڈھائی ثمینہ بھی اپنی جیب سے نکال سکے۔

اہلِ قلم اصحاب سے یہ امید کیجاتی ہے کہ اس رسالہ کو اپنی قلمی امداد سے دلچسپ بنانے کیطرف خاص توجہ فرمائیں۔ کیونکہ رسالہ "الوقف" اگر سچ پوچھیئے تو انتظامات وقف کی اصلاحات کے لئے "اگر قوم اس کی سرپرستی کرے" تو ایک بہترین ذریعہ ثابت ہو سکے گا۔

وہ اصحاب جن کے مقام مسکن میں کوئی جائیداد وقف واقع ہے اُن سے خاص طور سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ وقف کے انتظام کی بھلائی بُرائی پر اس رسالہ کے ذریعہ ہمیشہ روشنی ڈالتے رہیں۔ اس رسالہ کے اجراء سے نامہ نگار صاحبان یہ مقصد ہرگز نہ سمجھیں کہ متولیان کو بدنام یا پریشان کرنے کا ایک اچھا ذریعہ ہاتھ آگیا ہے نہیں بلکہ متولیان کا انتظام اگر اچھا ہے تو وہ تعریف کے مستحق ہیں اور ان کے انتظام کی خوبیوں پر خاص طور سے روشنی ڈالنی چاہیئے۔ تاکہ دوسرے منتظمین اس سے سبق حاصل کرسکیں۔ اگر متولیان میں کچھ کمزوریاں ہوں تو اُن کی اصلاح کے لئے اُن سے مودبانہ درخواست ہونی چاہیئے۔ ذاتیات پر کسی طرح حملہ کرنا نازیبا ہوگا۔

متولیان وقف کے لئے یہ رسالہ ہمیشہ وقف رہے گا وہ اپنے زیر انتظام جائیداد وقف کے متعلق رپورٹ وغیرہ حسب گنجائش اس رسالہ میں بلا اجرت درج کراسکیں گے۔

اگر کسی نامہ نگار کی غلطی سے کوئی خبر غلط شائع ہوجائے تو ہم متولی صاحبان کی اطلاع پر ہر وقت ایسی خبر کی تردید کے لئے آمادہ و تیار رہیں گے۔ بلکہ ایسے نامہ نگار صاحبان کی جن کی اطلاع غلط ثابت ہو ان کی آئندہ کوئی خبر صحیح بھی درج رسالہ ہذا نہ کی جائیگی۔

(دیکھو قواعد وضوابط رسالہ ہذا)

اڈیٹر

جائیداد وقف اور اُس کے ذمہ دار اشخاص

واقف کے کارِ خیر میں اس کے ذاتی دلچسپیوں کے لحاظ سے وقف کے مختلف اغراض و مقاصد ہوا کرتے ہیں۔ بعض صاحبان اپنی جائیداد کو محض مجالس عزا کے لئے وقف کرتے ہیں۔ بعض اِس سے آگے قدم بڑھاتے اور تعلیم دینیات بھی وقف کے اغراض و مقاصد میں شامل کر دیتے ہیں۔ بعض امداد مسافرین و مساکین بھی اغراض وقف میں داخل کرتے ہیں۔ غرض کہ ہر شخص اپنی دلچسپیوں کے لحاظ سے وقف کے اغراض و مقاصد مقرر کرتا ہے۔

یہ حالت تو شخصی دلچسپی کی ہی اور واقف کی منشاء کے مطابق وقف کے اغراض و مقاصد کا تعین ہی۔ مگر واقف کی دلچسپی کے لحاظ سے وقف کے اغراض و مقاصد کچھ ہی کیوں نہوں یہ ضرور تسلیم کرنا پڑیگا کہ کسی جائیداد کا وقف کیا جانا واقف کی اس نیت کا ثبوت ہے کہ وہ اپنی قوم کو اپنے مرنے کے بعد بھی نفع پہونچانے کا متمنی تھا لہذا یہ قوم کی بد قسمتی ہوگی اگر کسی ایسی جائیداد کو جو واقف کے قومی درد رکھنے والے دل نے قوم کو نفع پہونچانے کی غرض سے وقف کیا ہو تباہی اور بربادی سے نہ بچائے اور وہ اس جائیداد سے فائدہ نہ اُٹھائے جو اس کے فائدہ کے لئے چھوڑی گئی ہی۔

جو لوگ قوم کی اہمیت نہیں سمجھتے یا وہ نہیں جانتے یا جانتے کی پرواہ نہیں کرتے کہ افراد تنزل قومی تنزل کا باعث اور قومی تنزل افرادی تباہی کا سبب ہی ان کا تو ذکر ہی لاحاصل ہے ان کا تو مسلک ہی اپنا من چنگا تو کٹھوتی میں گنگا ہے۔ البتہ وہ لوگ جو قومی درد رکھتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ قوم میں اگر معدودے چند عروج پر ہوں تو اس سے نہ وہ خود من حیث القوم نفع اُٹھا سکتے ہیں اور نہ ایسے چند ذی وجاہت افراد سے قوم کو ترقی حاصل ہو سکتی ہے اس لئے وہ یہ سمجھ سکیں گے کہ ایسی جائیداد کی نگرانی کی ذمہ داری جو قوم کی ترقی اور فائدہ کیلئے چھوڑی گئی ہو واقف کے مرنے کے بعد ہر فرد قوم پر ہو جاتی ہے اور کسی جائیداد وقف کا تباہ و برباد ہو جانا قوم کی مالی نقصانات میں ایک نمودار اضافہ ہی لہذا ایسی جائیداد کو تباہ و برباد یا بد نظمی کا شکار ہوتے ہوئے دیکھنا اور خاموش رہنا قومی گناہ یا خودکشی کا مترادف ہوگا۔

بیشتر اصحاب ایسے ہیں جو کسی جائیداد وقف کے انتظام کی طرف توجہ کرنا تضیع اوقات سمجھتے ہیں اور متولیان وقف سے اصلاح کی درخواست یا کسی بدنظمی کے متعلق انھیں متنبہ کرنا غیر ضروری و نقصان رساں شخصی چھیڑ چھاڑ جانتے اور مانتے ہیں کاش ایسے لوگ اپنے فرائض کو سمجھتے۔ انسان دنیا میں اس لئے پیدا نہیں ہوا کہ وہ اپنی تن آسانی اور اپنے عیش و آرام کو اپنی زندگی کا مقصد بنالے بلکہ اس کا فرض یہ ہے "جس کے لئے وہ اشرف المخلوقات کے لقب سے ملقب کیا گیا ہے" کہ دوسرے بنی نوع انسان کے دُکھ درد کی خبر لے اور اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو انسانی فرض سے غفلت کرنے کا قصوروار ہوگا۔

نہ صرف انسان بلکہ قریب قریب تمام ذی روح مخلوق دوسروں کے امداد کی محتاج بنائی گئی ہے لہذا دوسروں کی مدد کرنا خود اپنی مدد کرنا ہے۔ اور یہی وہ اصول ہے جو انسانی تمدن کی بُنیاد قرار دیا جاسکتا ہے۔

جائیداد وقف میں بدانتظامی واقع ہونے سے نہ صرف اُن لوگوں کا نقصان ہے جو اس سے فائدہ اُٹھاتے یا فائدہ اُٹھانے کے مستحق ہیں بلکہ اُن لوگوں کا بھی نقصان ہے جو خدا کی عنایت سے اس قابل ہیں کہ دوسروں کی امداد حاصل کرنے کے بجائے خود دوسروں کی امداد کریں۔ بلحاظ اصول تمدن اگر ہم اپنے دوسرے بھائیوں کی فائدہ رساں جائیداد کی بربادی کی پروا نہ کرینگے تو زمانہ کے انقلاب سے یہ تعجب نہیں کہ ہمیں ایسا وقت آجائے کہ ہم کو دوسروں کے امداد کی ضرورت ہو اور ہمیں امداد نہ ملے۔ زندہ ہیں وہ لوگ جو اپنی قوم اور مُلک کے لئے اپنی ذاتی آرام و آرائش اور نفع نقصان کی پرواہ نہیں کرتے۔ اگر دُنیا میں ایسی ہستیاں معدوم ہو جائیں تو دُنیا کے سارے کارخانہ کو درہم و برہم ہوتے دیر نہیں لگ سکتی۔

ہم اور ہماری واعظین

عرف عام میں وعظ اُس تقریر کو کہتے ہیں جو منبر پر واعظ یا مولوی صاحب کچھ بیان کریں اس کو عربی میں خطبہ بھی کہتے ہیں۔ یہ وہی طریقہ تعلیم ہے جس کی جناب رسول مقبول صلعم نے ابتدا کی اور اپنے وعظ اور خطبوں سے توحید باری تعالیٰ عز اسمہ کو عرب کے اکھڑ و جاہل لوگوں کے دلوں پر ایسا نقش کر دیا کہ وہ جو توحید کا نام سُننا پسند نہ کرتے تھے بصدق دل ایسے مسلمان ہوئے کہ لاکھوں مصیبتیں برداشت کیں لیکن اسلام سے مرتے دم تک مُنہ نہ موڑا۔

یہ سنت رسول مقبول صلعم تھی جو حضرت کی ذات مبارک پر ختم ہوئی پھر نہ کوئی واعظ ہوا نہ خطیب کیونکہ خلفا نے فتوحات اور ملک گیری کا لوگوں میں ایسا چسکہ پیدا کر دیا تھا جس کے سامنے نہ وعظ کی ضرورت رہی نہ تلقین کی۔ مگر پھر بھی اپنے زمانۂ خلافت میں جناب امیر علیہ السلام نے جہاں اور مٹی ہوئی رسول کی سنتوں کا احیا کیا وہاں اسلامی وعظ پر بھی اپنے زمانۂ خلافت میں خاص توجہ فرمائی۔ اور اُن تمام پیچیدگیوں اور مشکلات کے باوجود جو آپ کے زمانۂ خلافت میں آپ کو پیش آتی رہیں آپ نے اس قدر وعظ اور خطبے فرمائے کہ دوست دشمن سب نے تسلیم کر لیا کہ رسول مقبول صلعم کے بعد نہ آپ سے بہتر واعظ ہوا نہ خطیب جناب امیر علیہ السلام کے خطبوں کے مجموعے "نہج البلاغۃ" کے دیکھنے سے یہ معلوم ہو سکے گا کہ جناب نے ہر قسم کی تعلیم کا اہم کام خطبوں کے ذریعہ ایسا سر انجام دیا جو برسوں کتابوں کی درس تدریس سے بھی حاصل نہ ہو سکتا تھا۔

بہر نوع وعظ کتابی درس و تدریس کے بعد تعلیم کا ایک ایسا ذریعہ ہی جو نہایت زود اثر اور بہترین تسلیم کیا جا چکا ہے۔ جو بات کتابوں کے دیکھنے پڑھنے اور یاد کرنے سے حاصل نہیں ہو سکتی وہ وعظ کے سُننے اور اُس پر دھیان کرنے سے بسہولت حاصل ہو سکتی ہی۔

موجودہ ترقی یافتہ زمانہ میں بھی وعظ جسے آجکل لکچر کہتے ہیں تعلیم کا خاص طریقہ تسلیم کیا جا چکا ہے اور بڑے بڑے لکچرار اپنی معلومات کے تعلیم اپنی لکچروں اور تقاریر کے ذریعہ اس آسانی سے دے سکتے ہیں کہ کتابی تعلیم اس کے سامنے کوئی قدر و منزلت نہیں رکھ سکتی۔

جو لوگ پڑھے لکھے نہیں ان کا ذریعہ تعلیم وعظ یا لکچر ہی ہو سکتا ہی جو لوگ پڑھے لکھے ہیں مگر حصول تعلیم دین سے غافل ہیں اُن کو اگر کچھ بتایا سکھایا اور انھیں راہ راست پر لایا جا سکتا ہے تو اس کا ایک واحد ذریعہ وعظ ہی ہو سکتا ہی۔

وعظ کی اس اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ بات افسوس سے دیکھی جانیکے قابل ہے کہ شیعہ پارٹی "جسے جناب امیر علیہ السلام اور ائمۂ طاہرین کی پیروی کا فخر حاصل ہے" اس میں اس وعظ کی ایسی مٹی خراب ہوئی ہی کہ پناہ بخدا۔ تمام قوموں میں واعظ نظر آتے ہیں۔ ممالک غیر میں ہر قوم کے واعظ اپنی تقاریر کے اثر سے اپنے مذہبی دائرے کو وسیع کر رہے ہیں۔ عیسائی مذہب عیسوی پھیلانے کی کوشش میں زحمت گوارا کرتے ہیں۔ آریہ چین اور جاپان میں نظر آتے ہیں۔ قادیانی انگلستان۔ امریکہ اور دیگر ممالک غیر میں جا جا کر تبلیغ مذہب کرتے ہیں۔ مگر ہیں

نہیں جاتا تو شیعہ واعظ۔ علماء مجتہد بڑے بڑے معزز اس فرقہ میں موجود ہیں مگر ان سب کی قابلیت یا تو تصانیف تک محدود رہتی ہے یا اگر کسی نے آگے قدم بڑھایا تو سُنی اور شیعوں کے پرانے نہ فیصل ہونے والے جھگڑے کے تصفیہ کی ذمہ داری لے لی اور بس۔

یوں تو خدا کے فضل و کرم سے شیعہ صاحبان کی مسجدیں جسقدر آباد رہتی ہیں انکا کہنا ہی کیا ہے نماز روزہ کی جس قدر یہ جماعت پابند ہے اس پر سے جس قدر فخر و ناز ہو وہ اس کا حصہ ہوگا۔ جمعہ جماعت تو یہ لوگ کبھی چھوڑتے ہی نہیں۔ ماہ رمضان المبارک میں البتہ وعظ اور خطبوں کا موقع مل سکتا ہے مسجدوں میں رونق ہوجاتی ہے۔ عالم پیش نماز بھی جمعہ جماعت کے لئے بلائے جاتے ہیں۔ نماز بھی ہوتی ہے خطبے بھی پڑھے جاتے ہیں۔ لیکن ان خطبوں اور وعظوں سے کیا تعلیم دیجاتی ہے یا سامعین ایسے خطبوں سے کیا راہ ہدایت پاتے ہیں اس کا جواب دینا مشکل ہے۔

رمضان کا مہینہ ہے نماز جمعہ ہوتی ہے مولوی صاحب خطبہ پڑھتے ہیں۔ خطبہ عربی زبان کا ہے اگر عنایت کی گئی ساتھ ہی ساتھ ترجمہ بھی کردیا گیا ورنہ عربی زبان کی عبارت ختم ہوگئی سامعین غریب سمجھے بھی نہیں مولوی صاحب قبلہ نے کیا ارشاد فرمایا۔

عربی زبان کے خطبے کے بعد مولوی صاحب ممبر یا کرسی پر رونق افروز ہوتے ہیں آیہ قرآنی کی تلاوت فرمائی جاتی ہے۔ اس کی تفسیر میں ابھی دو چار جملہ ہی کہے تھے کہ طبیعت اُکتا گئی شیعوں کو خوش کرنے کے لئے سیدھے میدان کربلا میں پہونچ گئے مصائب امام مظلوم کا بیان شروع کردیا گیا۔ حاضرین رو دھو کر داخل حسنات ہوگئے مولوی صاحب کا وعظ ختم۔ نہ رمضان کی فضیلت بیان کی گئی نہ روزوں کے متعلق مسئلہ مسائل پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ نہ نماز جماعت کی طرف لوگوں کو رغبت دلائی گئی۔ نہ نماز نہ پڑھنے کے عذاب سے ڈرایا گیا غیر تعلیم یافتہ جس طرح ان کے ماں باپ نے غلط صحیح نماز سکھادی اُسی لکیر کے فقیر بنے رہے پڑھے لکھوں کی یادداشت تازہ نہ ہوسکی۔

یہ کچھ مبالغہ نہوگا کہ ۲۵ فی صدی سے کم ایسے لوگ ہیں جو نماز روزہ کے متعلق ضروری مسائل سے بھی اچھی طرح واقف ہوں۔ واقفیت ہو تو کس طرح۔ عموماً ہمارے واعظین سوائے مصائب اہل بیت کچھ اور بیان کرنے کی تکلیف ہی گوارا نہیں کرتے۔ فضائل و مصائب اہل بیت بیان کرنا افضل اطاعت ضرور ہے شیعوں کا اعتقاد ہے لیکن سب سے پہلے ہمیں

شیعہ بننے کی بھی تو ضرورت ہے۔ ایک کافر کو جب تک وہ صدق دل سے مسلمان نہ ہو کلمۂ لا الٰہ کوئی فائدہ نہیں پہونچا سکتا اسی طرح جب تک شیعہ شیعہ نہ بن جائے مصائب اہل بیت پر گریہ وزاری مفید ثابت نہیں ہو سکتی۔ نماز وہ نماز ہے جسے ہمارے پیشوا روحی فداہ امام مظلوم نے اپنے آخری سانس تک بجا لایا لہٰذا اس سے ہمارا گریز کرنا ان کی خوشنودی کا باعث ہرگز نہیں ہو سکتا۔ ہم اہل بیت طاہرین کے شیعہ (دوست) اُسی وقت ہو سکتے ہیں جب ان کے احکام کی تعمیل کریں درنیوں تو کہیں کسی مظلوم کی مصیبت پر ہر اہل دل رونے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ نماز روزہ کے مقابلہ میں مصائب اہل بیت پر رونا کوئی وقعت نہیں رکھ سکتا۔ روز محشر کہ جانگداز بود + اولاً پرسش نماز بود۔ ہم شیعہ کہلانے کے اُسی وقت مستحق ہیں جب ہم اہل بیت طاہرین کی پیروی میں نماز روزہ کے پابند ہوں ضروری مسائل دین سے واقفیت حاصل کریں جن کا سکھانا اور بتانا ہمارے علماء اور واعظین کا فرض ہے اور یہ فرض اُسی وقت پورا ہو سکتا ہے جب وہ اپنی تقاریر کو مصائب اہل بیت تک ہی محدود نہ کریں بلکہ مجلس عزا ہو مصائب بیان کریں مجمع نمازیان یا روزہ داران ہو مسئلہ مسائل متعلق روزہ نماز بیان فرمائیں کسی جلسہ میں اتفاق واتحاد کی تلقین ہو تو کسی مجمع میں تجارت وپیشہ کی طرف توجہ دلائی جائے۔

نماز بے معنی و با معنی

فرض کیجئے کہ ایک شخص کسی بادشاہ کے دربار میں جاتا ہے جو پس پردہ جلوہ گر ہے نظر نہیں آتا اور اسے درباری زبان کے وہ الفاظ یاد کرا دئے گئے ہیں جو ہر ایسے شخص کے لئے جو دربار میں جائے اپنی زبان سے ادا کرنے ضروری قرار دیدئے گئے ہیں۔ مگر وہ یہ نہیں جانتا اور سمجھتا کہ میں جو کچھ کہ رہا ہوں اس سے کیا مطلب نکلتا ہے اور کیا چاہا جاتا ہے۔ اب یہ سمجھنا مشکل نہیں کہ درباری زبان کے اُن الفاظ میں جو بادشاہ کی عظمت و جلال کا اظہار کیا گیا ہے اور اس کی حمد وثنا بیان ہوئی ہے اور اس بادشاہ سے دعا مانگی گئی ہے اس کا اس شخص کے دل پر کیا اثر ہو سکتا ہے اور ایسی دعا جسے وہ سمجھتا ہی نہ ہو اس کے دل سے کب نکل سکتی ہے۔ دربار میں جانا اور درباری زبان میں درباری عبارت کو اپنی زبان سے کہدینا بادشاہ کے حکم حاضری دربار کی تعمیل ضرور ہے۔ مگر اس کے

ساتھ ہی جب درباری زبان کے سیکھنے اور درباری عبارت کے صحت الفاظ و قرأت کی تاکید کردی گئی ہو تو بلا صحت الفاظ و قرأت۔ اور بلا سمجھے درباری الفاظ بیان کردینا تعمیل حکم کی نہ صرف اہمیت کو گھٹاتا ہے بلکہ بڑی حد تک نافرمانی و گستاخی کے دائرہ میں داخل کردیتا ہے۔

یہی حال اُن لوگوں کی نمازوں کی ہے جو نماز کی صحت الفاظی سے ناواقف اور الفاظ نماز کے معنوں سے لاعلم ہیں۔

نماز کیا چیز ہے؟ نماز وہ الفاظ ہیں جو اُس مالکِ حقیقی کے دربار میں جانے والے کو جو تمام بادشاہوں کا بادشاہ اور تمام حاکموں کا حاکم ہے۔ اپنی زبان سے ادا کرنے ضروری قرار دیئے گئے ہیں اور جن الفاظ میں اُس معبود حقیقی کی تعریف بیان کی گئی ہے جس کے سوا دوسرا کوئی پرستش کے قابل نہیں اور اس سے دعا مانگی گئی ہے۔

عربی جس زبان کے یہ الفاظ ہیں ایک ایسی زبان ہے جس میں محض اعراب کی غلطی اور اختلاف سے لفظوں کے معنوں میں بڑا بھاری فرق پڑ جاتا ہے بس ایسی حالت میں نیز جبکہ ہمارے لئے یہ حکم بھی ہو کہ ہم درباری الفاظ کی قرأت اور صحت کا لحاظ رکھیں اور جو کچھ کہیں سمجھ بوجھ کر زبان سے کہیں۔ تو کیا ہمارا یہ فرض نہوگا کہ ہم درباری الفاظ کے معنی اور مطلب بھی سیکھیں اور جانیں اور یہ کہ الفاظ کی صحت اور قرأت کا بھی لحاظ رکھیں۔ اس کی ضرورت ہے اور نہایت ضرورت ہے۔ کوئی عذر قابل سماعت نہیں ہوسکتا۔ عام شکایت ہے کہ نماز میں رجوع قلب نہیں ہوتا تمام جہان کی باتیں نماز میں ہی سوجھتی ہیں اور تمام خیالات نماز میں ہی پریشان کرتے رہتے ہیں۔ رجوع قلب ہو تو کس طرح یہ الفاظ تو ہم نے طوطے کی طرح رٹ رکھے ہیں۔ جو کہتے ہیں اسے سمجھتے ہی نہیں کہ مُنہ سے کیا نکل گیا۔ ورنہ ترتیب نماز ابتدا سے انتہا تک خود رجوع قلب کا بڑا بھاری ذریعہ ہے۔

ہم وضو کرتے ہیں اگر اس وقت یہ خیال رکھیں کہ یہ ہاتھ مُنہ اس لئے دھوئے جارہے ہیں کہ ہمیں اپنے معبود حقیقی کے دربار میں جانا ہے تو اس خیال کے آتے ہی رجوع قلب شروع ہو جائیگا۔ وضو کے بعد جب ہم اذان میں "اللہ اکبر" کا جملہ مُنہ سے نکالتے ہوئے اس کے معنی بھی جانتے ہونگے کہ اللہ سب سے بڑا ہے۔ تو خدائے قدوس کی عظمت و جلال کی اہمیت ہمارے دل پر ایسی طاری ہوجائیگی کہ ہمارے دل میں کوئی دوسرا خیال جگہہ ہی نہیں پاسکے گا۔

اگر حضرات مومنین تھوڑی تکلیف گوارا کرکے ان جملوں کا مطلب بھی معلوم کرلیں جو وہ نماز کے وقت اپنے مُنہ سے پنج وقتہ نکالا کرتے ہیں اور نماز کے وقت ان جملوں کے معنوں پر ایسا دھیان

رکھا جائے گویا کہ وہ جملے ہم اپنی مادری زبان میں ادا کر رہے ہیں تو انھیں نماز پنجگانہ میں جو لطف حاصل ہوگا وہ بیان کا محتاج نہیں۔

نہایت افسوس ہے کہ اس اہم ضرورت کو بھی نہ صرف مومنین نے اب تک بہت کم محسوس کیا بلکہ ہمارے ناصحین اور واعظین علمائے کرام و مجتہدین عظام کو بھی اس جانب بہت ہی کم توجہ ہے۔ اور بہت ہی کم مومنین ہیں جو ان جملوں کو سمجھتے ہوں جو وہ نمازیں اپنی زبان سے نکالتے ہیں۔

وضو کے بعد سب سے پہلے نماز کا سلسلہ جس بات سے شروع ہوتا ہے وہ اذان ہے اذان کیا چیز ہے؟ لوگوں کو نماز کے لئے بلانا یا یہ اعلان کرنا کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے جس کے لئے کسی مذہب میں گھنٹے سے کام لیا جاتا ہے۔ کوئی مذہب سنکھ بجا کر لوگوں کو آگاہ کرتا ہے۔ مختلف مذاہب میں لوگوں کے بلانے کے مختلف طریقے ہیں۔

نماز کے اس اعلان (اذان) کے لئے جو جملے مقرر کئے گئے ہیں وہ ایسے موثر جملے ہیں کہ اگر ہم جملے مثل اپنی مادری زبان کے ان کے معنوں پر دھیان رکھ کر زبان سے ادا کریں تو ہر جملے پر ہمارے قلب کی وہ حالت ہو سکتی ہے جسے رجوع قلب کہتے ہیں۔

ہم اذان میں کہتے ہیں

اذان

اَللّٰہُ اَکْبَرُ چار مرتبہ	اللہ سب سے بڑا بزرگ و برتر ہے
اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۔ دو مرتبہ	میں گواہی دیتا ہوں کوئی پوجنے کے لائق نہیں مگر ہے تو اللہ ہے۔
وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا الرَّسُوْلُ اللّٰہِ دو مرتبہ	اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلعم) خدا کے رسول (بھیجے ہوئے) ہیں
اَشْھَدُ اَنَّ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِمَامَ الْمُتَّقِیْنَ عَلِیٌّ وَّلِیُّ اللّٰہِ وَوَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ دو مرتبہ یہ جملہ کہنا مستحب ہے لازمی نہیں اگر نہ کہا جائے تو اذان میں کوئی نقص واقع نہیں ہوتا۔	میں گواہی دیتا ہوں کہ مومنوں کے سردار اور متقیوں کے امام (حضرت) علی ہیں اور وہ خدا کے ولی اور رسول خدا کے وصی (جانشین) ہیں

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ	= دو مرتبہ	اُٹھو نماز (پڑھنے) کے لئے
حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ	= دو مرتبہ	اُٹھو فلاح و بہبودی کے (کام) کے لئے
حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ	= دو مرتبہ	اُٹھو بہترین اعمال کے لئے (کہ وہ نماز ہے)
اَللّٰہُ اَکْبَرُ	= دو مرتبہ	اللہ بڑا بزرگ و برتر ہے
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ	= دو مرتبہ	نہیں کوئی پرستش کے قابل سوائے اللہ کے

اذان (اعلان) کے تھوڑی دیر بعد ہی اقامت ہوتی ہے جس کا منشاء یہ ہے کہ لوگ جنھیں اذان کہکر بُلایا گیا ہے نماز پڑھنی شروع کر دیں۔

اقامت

میں سوائے ایک جُملے قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃِ (بالتحقیق کہ نماز قائم ہو گئی) کے جو سب سے آخر میں دو مرتبہ کہا جاتا ہے اور تمام جُملے وہی ہیں جو اذان میں کہے جاتے ہیں۔ البتہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ بجائے چار مرتبہ (جو اذان میں کہا جاتا ہے) کے دو مرتبہ کہا جاتا ہے اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا دو دفعہ کے بجائے اقامت میں ایک دفعہ کہنا کافی ہوتا ہے۔ اس کے بعد جس وقت کی نماز پڑھنی ہو اس کا دل میں خیال کر کے دل ہی دل میں نیّت کرے (زبان سے کہنا مکروہ ہے) کہ (فلاں) وقت کی نماز پڑھتا یا پڑھتی ہوں واجب قربت اللہ۔

اب نیّت کے بعد تکبیرۃ الاحرام یعنی اللہ اکبر کہکر بسم اللہ کہتے اور الحمد شروع کرتے ہیں۔ یہ ایک دعا ہے جو خدائے قدّوس سے اس کی حمد وثنا کے بعد اس سے طلب کی جاتی ہے۔ کاش نماز پڑھتے وقت بسم اللہ اور الحمد کے معنوں پر بھی دھیان رہے۔

دیکھئے آپ نماز میں کیا مانگتے اور کس طرح مانگتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ	اللہ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں کہ وہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝	تمام تعریفیں خدا کے لئے ہیں کہ وہ رب العالمین (جمیع موجودات کا ترتیب دینے اور پرورش کرنے والا) ہے۔
اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝	وہ بڑا بخشش کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔
مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝	مالک ہے قیامت کے دن کا۔

إِيَّاكَ نَعْبُدُ	میں فقط تیری ہی عبادت کرتا ہوں
وَ	اور
إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ	تجھ سے ہی مدد مانگتا ہوں
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ	دکھا ہم کو سیدھی راہ (یعنی راہ اسلام)
صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ	اُن لوگوں کا راستہ جن پر تو نے رحمت نازل کی (وہ پیغمبر اور اُن کے اوصیا ہیں)
غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ	نہ اُن لوگوں کی (راہ) جن پر تو نے اپنا غضب نازل کیا۔
وَلَا الضَّالِّينَ	اور جو گمراہ ہو گئے۔

رکعت اول میں الحمد کے بعد سورۃ القدر۔ النصر۔ الکوثر یا کوئی دوسری چھوٹی بڑی سورہ پڑھی جاتی ہے۔ مومنین جونسی سورہ زیادہ پڑھتے ہوں یا پڑھنا چاہتے ہوں اس کے معنی مترجم قرآن شریف میں دیکھ کر یاد کر سکتے ہیں۔ مختلف مذاق کے لحاظ سے کسی خاص سورہ کا ترجمہ اس جگہ دینا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔

رکعت اول میں کوئی دوسری سورہ پڑھ کر رکوع میں جایئے اور سمجھئے کہ رکوع میں ہم کیا کہہ رہے ہیں۔

رکوع

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ تین مرتبہ (کم از کم ایک مرتبہ)	میرا پروردگار بزرگ تر ہے جمیع مخلوقات سے۔ اور میں اُس کی حمد و ثنا میں مشغول ہوں

رکوع کے بعد سیدھا کھڑے ہوتے وقت جو جملہ کہا جاتا ہے اس پر غور کیجئے۔

سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ایک مرتبہ	سُن لی اللہ نے (حمد و ثنا) اُس شخص کی جس نے اُس کی تعریف و توصیف کی۔

اس کے بعد سجدہ میں جایئے اور سمجھئے کہ آپ نے اپنے پروردگار کی کن لفظوں میں تعریف کی۔

سجدہ

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَىٰ وَبِحَمْدِهِ تین مرتبہ (کم از کم ایک مرتبہ)	میرا خدا جمیع مخلوقات سے بلند تر ہے اور میں اُس کی حمد و ثنا میں مشغول ہوں۔

رکوع کے بعد سیدھا کھڑے ہوتے وقت جو جملہ کہا جاتا ہے اُس پر غور کیجیے۔

سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ	ایک مرتبہ	سُن لی اللہ نے (حمد وثنا) اُس شخص کی جس نے اس کی تعریف و توصیف کی۔

اس کے بعد سجدہ میں جائیے اور سمجھئے کہ آپ نے اپنے پروردگار کی کن لفظوں میں تعریف کی ہے۔

سجدہ

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَبِحَمْدِہٖ تین مرتبہ کم ازکم ایک مرتبہ		میرا خدا جمیع مخلوقات سے بلند تر ہے اور میں اُس کی حمد وثنا میں مشغول ہوں۔

سجدۂ اوّل کے بعد دوزانو بیٹھ کر جو جملے آپ زبان سے ادا کرتے ہیں ان کو سمجھئے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ ایک مرتبہ	میں اپنے خدا سے پناہ مانگتا اور اس کی طرف بازگشت کرتا ہوں۔

سجدۂ ثانی میں سجدۂ اوّل کی طرح ایک ہی جملہ پڑھا جاتا ہے۔ جس کے بعد دوسری رکعت کیلئے سیدھا کھڑے ہوتے ہوئے جو جملہ زبان سے ادا کیا جاتا ہے اس کے معنی پر غور فرمائیے۔

بِحَوْلِ اللّٰہِ وَقُوَّتِہٖ اَقُوْمُ وَاَقْعُدُ ایک مرتبہ خدا کی مدد اور قوت سے میں اُٹھتا ہوں۔

اب پہلی رکعت ختم ہو گی

دوسری رکعت کے لئے پہلے بسم اللہ کہکر مثل رکعت اوّل الحمد پڑھیے اور الحمد کے بعد سورۂ اخلاص کہ جس کا پڑھنا زیادہ مستحب ہے تلاوت کیجئے۔ جو خدائے قدوس کی حمد وثنا کی ایسی خاص صورت ہے جس کا بارہ دفعہ پڑھنا ایک پورا قرآن ختم کرنے کے برابر ہے۔ اس بزرگ و مبارک سورہ کے معنی پر دھیان دیجئے پھر دیکھئے کہ آپ کا قلب کیا کہتا ہے۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ	(اے محمدؐ) کہو خدا اکیلا ہی (ایک ہی)
اَللّٰهُ الصَّمَدُ	اللہ مستغنی اور بے نیاز ہے جمیع مخلوقات سے
لَمْ يَلِدْ	اس کے کوئی اولاد نہیں
وَ	اور
لَمْ يُوْلَدْ	نہ وہ کسی کی اولاد ہے
وَ	اور

وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۝ — نہ اُس کے لیئے کوئی مثل اور کفو ہے۔

دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص کے بعد ذیل کی دعا پڑھی جاتی ہے اور اسے دعائے قنوت کہتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا — اے خدا ہم کو بخشدے

وَارْحَمْنَا وَاعْفُ عَنَّا — اور عفو کر ہم سے

فِی الدُّنْیَا — دُنیا میں

وَالْاٰخِرَۃِ ۝ — اور آخرت میں (یعنی محشور کر ہم کو ہمراہ پیغمبر صلعم اور اُن کی اہلبیت طاہرین کے)

اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ ۝ — بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

دعائے قنوت کے بعد پہلی رکعت کی طرح رکوع وسجود کے بعد

تَشَہُّدٌ

پڑھا جاتا ہے جس کے معنی ہیں کہ

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ — میں گواہی دیتا ہوں کوئی خدا قابل پرستش بجز خدائے یکتا و بے ہمتا کے نہیں ہے۔

وَ — اور

اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ — گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اُس کے بندہ اور رسول (بھیجے ہوئے) ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ — اے خدا پے درپے اپنی رحمت نازل کر محمد اور آلِ محمد پر

تشہد کے بعد اگر چار رکعتی نماز ہے تو باقی دو رکعتیں جن میں صرف الحمد پڑھنا کافی ہے مع رکوع وسجود ختم کرنے کے بعد سلام پھیرنا چاہیئے اور اگر صرف دو رکعتی نماز ہے تو پھر تشہد کے بعد ہی سلام پھیر لینا اور نماز ختم کر دینا پڑیگا۔

سلام

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ — اے حضرت رسالت مآب آپ پر سلام اور رحمت وبرکات خدا نازل ہوں

اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ — (خداوند تعالی کی طرف سے) سلام ہو ان پر

الصّالحین	(جو نماز پڑھتے ہیں) اور اُن بندوں پر جو صالح اور نیک ہیں
اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ	تم سب پر (اے گروہِ مومنین وبندگانِ خدا) سلام ہو خدا کی طرف اور اللہ کی رحمت اور برکت تم پر نازل ہو۔
اَللّٰہُ اَکْبَرُ تین مرتبہ	اللہ سب سے بزرگ و برتر ہے

اس طرح اگر نماز ختم کی جائے تو اُس سے قلب میں نورانیت پیدا ہوگی جس کی قدر وہی لوگ جان سکتے ہیں جو نماز کو نماز کی طرح پڑھتے ہیں۔ نہ کہ بطور عادت۔

خدا جملہ مومنین کو نماز کو سمجھ کر پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(احقر الزمن حیدر حسن کوثر انصاری)

وقفِ منصبیہ اور اُس کی پانچویں رپورٹ

رپورٹ سالِ پنجم وقفِ منصبیہ جس کے متولّی عالی جناب خان بہادر محمد حسین صاحب شوقؔ زیدی سہارنپوری ہیں اس وقت میرے پیشِ نظر ہے۔ میں نے اسے اوّل سے آخر تک دیکھا اور غور سے پڑھا۔ رپورٹ ہذا کا بڑا حصّہ شوقؔ صاحب کی دلچسپ شاعری۔ عبارت آرائی اور واقعاتِ غیر ضروری پر مشتمل ہے۔ اور مجھ کو یہ بات کہنے میں ذرا بھی پس پیش نہیں کہ مالدار ہندوستان میں مالدار وقف اگر ہے تو وقفِ منصبیہ ہے۔ چونکہ اس رپورٹ کا متولّی صاحب کی جانب سے میرے پاس آنا بالواسطہ اس بات کی خواہش ہے کہ میں اسے دیکھوں اور اُس پر اپنی ناچیز رائے کا اظہار کردوں۔ جس کے لئے خود بھی جناب ممدوح کئی مرتبہ فرما چکے ہیں۔ لہٰذا اُن کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے میں اُن سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ میری آزادانہ و منصفانہ رائے کو مخاصمانہ رنگ نہ دیں بلکہ ٹھنڈے دل سے دیکھیں اور اگر کوئی بات ماننے کی ہو تو اُس کے ماننے میں اغماض نہ فرمائیں۔ اور اگر مجھ سے اظہارِ رائے میں سہواً غلطی ہو تو براہ کرم معاف فرمائیں۔

اس میں ذرا بھی شبہ نہیں کہ جناب شوقؔ صاحب نے باوجود اس کبر سنی کے وقف

کو پستی سے نکال کر بام معراج پر پہونچانے میں نہایت جوانمردی اور خلوص نیت سے کام لیا۔ اُنھوں نے اس کی اصلاح اور بہبودی کے لئے جو کچھ کارنمایاں کئے وہ ہر طرح قابل تحسین ہیں۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ وقف قطعی طور پر اپنی تمام اصلاحوں سے پاک ہو کر ترقی کی اصلی شاہراہ پر لگ گیا۔ بلکہ "دلّی ہنوز دور ست" کا مضمون ہی۔ اس میں ابھی بہت کچھ اصلاح کی ضرورت ہی۔ میں رپورٹ زیر بحث کا ریویو کرتے ہوئے جناب ممدوح کو چند ضروری اور اصلاح طلب امور کی طرف توجہ دلاؤنگا۔ اُمید کہ کافی لحاظ ہوگا۔

بالکل غیر ضروری اخراجات

جن اصحاب کو انجمنوں۔ سوسائیٹیوں۔ بنکوں۔ سرکاری دفتروں وغیرہ وغیرہ کی مالی رپورٹوں کو دیکھنے کا موقعہ ملا ہوگا۔ اُنھوں نے ملاحظہ کیا ہوگا کہ عموماً مالی رپورٹوں میں گوشوارۂ آمد و خرچ کے ساتھ ضروری مختلف مدّات کے آمد و خرچ کے مفصل نقشہ جات شامل ہوتے ہیں۔ اور آمد و خرچ کی کمی و بیشی کے اسباب پر مختصر مگر واضح بحث کیجاتی ہی۔ اور بس۔ رپورٹ وقفِ منصبیہ چونکہ مالی اور انتظامی دو شعبوں پر مشتمل ہوسکتی ہے۔ اس واسطے اس کے لئے اس بات کی مزید ضرورت تھی کہ ذرائع آمد و خرچ کی کمی و بیشی کے اسباب کی توضیح کے ساتھ اُن جدید انتظامات پر بھی جو سال زیر بحث میں کرنے پڑے ہوں ضروری مگر مختصر روشنی ڈالدی جایا کرے۔ مگر رپورٹ زیر بحث اپنے صفحات کی تعداد اور مضامین کی اہمیت کے لحاظ سے داستانِ وقفِ منصبیہ کہلائے جانے کے قابل ہے۔ اور اُس میں ایسے مضامین سے صفحات کو سیاہ کیا گیا ہی جن کا مالی رپورٹ سے کوئی تعلق ہی نہیں ہوسکتا۔ کربلا۔ مدرسہ۔ امام باڑہ۔ مساجد۔ دوکانات۔ دیہات۔ شعبۂ انتظامیہ۔ یہ سات مدّات ہیں جن پر رپورٹ مشتمل ہونی چاہیئے۔ اور اس کے لئے زیادہ سے زیادہ اڑتالیس ۴۸ صفحات کافی ہیں۔ عمر آیا۔ بکر گیا۔ اُس نے گالی دی۔ اُس نے منہ چڑایا۔ فدوی نے یہ کہا۔ فلاں محترم نے یہ کارنمایاں کئے۔ یہ تمام باتیں بالکل فضول غیر ضروری اور ناظرین کا وقتِ عزیز ضائع کرنے والی ہیں۔

رپورٹ زیر بحث علاوہ ٹائٹل پیج کے پورے دو سو چھبیس ۲۲۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ اور اُس کی تقطیع ۱۸×۲۲ سائز کا چوتھائی ورق ہی۔ مزید برآں وہ اعلیٰ درجہ کے دبیز کاغذ

پر شائع کی گئی ہے۔ اس سے ناظرین اُس کی ضخامت کا اندازہ فرما سکتے ہیں۔ سال چہارم کی رپورٹ اگرچہ صرف ۱۲۰ صفحات پر مشتمل ہے اور ضخامت کے لحاظ سے سال پنجم کی رپورٹ سے کہیں کم ہے۔ تاہم مبلغ ما ۲۶ ر؎ کی گراں قدر رقم جو رپورٹ زیر بحث کے صفحہ ۴۶ پر بمد "صرفہ طبع رپورٹ سالانہ و خرید کتب" دکھلائی گئی ہے اہلِ درد کے لئے کچھ کم نہیں۔

کتابوں کا صرفہ جو اس رقم کے ساتھ شامل کرکے دکھایا گیا ہے وہ وہی ہو سکتا ہے جس سے سال پنجم میں کتابوں کی خریداری عمل میں آئی ہے لیکن صفحہ ۴۱ پر جب ہم کتب خانہ کی سیر کرتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ سال زیر بحث میں وقف کی لائبریری میں صرف بیس کتابوں کا اضافہ ہوا ہے۔ جن میں سے سترہ کتابیں تو وہ ہیں جو للعہ روپیہ کی اُس رقم سے خریدی گئی ہیں جس کو عالیجناب میر ابرار حسین صاحب مختار نے سال چہارم میں کتب خانہ کے واسطے اپنی جیب خاص سے عنایت فرمایا تھا۔ اور تین کتابیں وہ ہیں جو باہر کے دو حضرات سے بطور اعانت کے وصول ہوئی ہیں۔ ان کے علاوہ اور کسی کتاب کا اضافہ کتب خانہ میں نہیں ہوا۔ بائیس درسی کتابیں جو طلاب میں تقسیم کی گئیں وہ شوق صاحب کا اپنا عطیہ ہے۔ یعنی سال زیر بحث میں وقف سے صرف للعہ کی رقم خریداری کتب میں صرف ہوئی ہے جس کو منہا کرنے کے بعد ما ۲۲ ر؎ کی رقم صرفہ طبع رپورٹ کی مد میں رہجاتی ہے۔

اب ناظرین غور فرما سکتے ہیں کہ جب ۱۲۰ صفحوں کی رپورٹ کا صرفہ طبع ما ۲۶ ر؎ ہو تو ۲۲۶ صفحوں کی رپورٹ کا صرفہ کیا ہو سکتا ہے۔ اگر المضاعف نہیں تو سوا تین سو روپیہ سے کسی حالت میں کم نہوگا۔ جو بالکل غیر ضروری ہے۔ اگرچہ عالیجناب سید کلب عباس صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی سکریٹری اوقاف و عالیجناب مولوی حاجی سید جلال الدین حیدر صاحب ایم۔ اے پروفیسر کالج لاہور جیسی دو مقتدر شخصیتیں بھی اپنی تحریروں میں رپورٹ کی غیر معمولی طوالت کی شاکی پائی جاتی ہیں۔ مگر تعجب ہے کہ جناب شوق صاحب نے ابتک اُس کو کوئی عملی جامہ پہنانیکی کوشش نہیں فرمائی۔ کیا ہی اچھا ہو کہ آئندہ سے رپورٹ کے طبع کرانے میں مالِ وقف کا درد کرتے ہوئے کفایت شعاری سے کام لیا جانے (باقی آئندہ)

ہمارے نامہ نگار اور رپورٹر

وقف منصبیہ کے انتظامات کے متعلق مندرجۂ ذیل جو اطلاعات ہمارے مقامی رپورٹروں اور نامہ نگاروں کے ذریعہ ہمیں ملی ہیں وہ درج ذیل کی جاتی ہیں ناظرین اِن خبروں کے ساتھ مسجد و کربلا کے متعلق وقف منصبیہ کی سالانہ رپورٹ بھی ملاحظہ فرمائیں تو اِن پر وقف کی سالانہ رپورٹ کی اہمیت ظاہر ہو سکے گی۔

ایک صاحب پردیسی جو بغرض پیروی مقدمات میرٹھ تشریف لائے اور مسجدِ وقف میں گئے تھے وہ بذریعہ ڈاک تحریر بھیجتے اور لکھتے ہیں۔

۱۔ مسجد کے بوریا اس قدر شکستہ ہو رہے ہیں کہ کہیں سے ثابت نظر نہیں آتے۔

۲۔ متولیان سابق کے زمانہ اور عہد رسیوری میں خاک پاک کی سجدہ گاہوں کا انتظام تھا اور بجائے خاک پاک کاٹ کی سجدہ گاہیں ہیں اور وہ بھی اس قدر کم کہ نمازیوں کے لئے کافی نہیں ہوتیں۔

۳۔ پیشاب گاہ جو بالکل سقابہ کے متصل ہے اس قدر غلیظ رہتی ہے کہ اس کی بدبو مسجد کے ہر گوشہ میں کم و بیش محسوس ہوتی ہے۔ یہی نہیں بلکہ سقابہ کے پانی پر جو بالکل پیشاب گاہ سے ملا ہوا ہے اس بدبو کا ہونا لازمی ہے جو نمازیوں کی صحت پر خراب اثر ڈالے بغیر نہیں رہ سکتا۔

۴۔ موسم گرما میں ہر شخص کو پانی کی ضرورت رہتی ہے مسجد وقف میں حقیر کو بہت دفعہ بلا پانی کے صرف تیمم سے نماز پڑھنی پڑی ہے۔ نہ نل میں پانی موجود نہ گھڑے اور مٹکوں میں۔ دیکھنے کو کنواں موجود ہے۔ مگر ڈول ہے تو رسّی ندارد۔ رسّی ہے تو ڈول غائب۔

۵۔ عمارت مسجد میں ترمیم و تنسیخ ہوتی رہتی ہے۔ غالباً ایک ٹھیکہ دار صاحب متولی بنے ہوئے ہیں۔ انھیں عمارت سے دلچسپی ہونی چاہیئے۔ مسجد میں گھڑی کے لئے شیشہ دار الماری بنوائی گئی ہے۔ مگر گھڑی اب تک مسجد کو نصیب نہیں ہوئی جس سے نمازیوں کو آرام مل سکتا۔

ایک مقامی رپورٹر صاحب کی تحریر موصول ہوئی ہے جس میں وہ رمضان کی افطاری وغیرہ پر حسب ذیل روشنی ڈالتے ہیں۔

جب سے عالی جناب معلی القاب مولانا مولوی السید یوسف حسین صاحب قبلہ مجتہد العصر مسجد وقف میں نماز پڑھاتے ہیں اکثر وہ لوگ بھی جو خواجہ ... کے پیچھے نماز نہ پڑھتے تھے نماز جماعت میں شریک ہوتے رہے ہیں۔ میں بھی نماز جماعت میں شریک ہوتا ہوں۔ مسجد کی سفیدی آنکھوں کو روشنی اور تازگی بخشتی ہے مگر افطاری کا جو سین روزانہ نظروں سے گزرتا ہے وہ منتظمین کے انتظام پر اچھی روشنی نہیں ڈالتا۔ قاسم افطاری بقول شخصے "اندھا بانٹے الخ" کے مصداق۔ حصہ کسی کو ملا کسی کو آخر وقت تک افطاری کا انتظار رہا۔ بعض انتظار کی مصیبت سے بچنے کے لئے پانی سے ہی روزہ افطار کر لیتے ہیں۔ بعض اپنی گرہ سے خرچ کرتے ہیں۔ بعض لوگوں کو جنسے روزہ کی حالت میں ایسی بدنظمی نہیں دیکھی جاتی غصہ آجاتا ہے اور تو تو میں میں تک نوبت پہونچ جاتی ہے۔ کل رات (۱۶ ماہ رمضان) تو وہ فضیحتہ پھیلا کہ خانۂ خدا میں جوتہ اچھلنے سے رہگیا۔ افطاری کی ایک تشتری میں دو خشک پھلکیاں اور تھوڑی سی چنے کی دال ہوتی ہے جس کا پانی کے سہارے بغیر حلق سے اترنا مشکل ہوتا ہے۔ نہ معلوم ایسی افطاری کے لئے ایسی باتیں کیوں ہوتی ہیں۔ رہا برف کا پانی اس کی یاد ہی کلیجہ ٹھنڈا کرنے کے لئے کافی ہے۔ ورنہ انتظام تو جی جلانے والا ہوتا ہے۔

مسجد میں تیس چالیس نمازیوں سے زیادہ نہیں ہوتے اس پر بھی بعد نماز عشاء اگر آب برف کی کسی کو خواہش ہو تو اس کا ملنا محال ہے۔ سال گذشتہ تک حاجی محمد حسین صاحب افطاری کے منتظم رہتے تھے۔ غالباً کمی کو وہ اپنی جیب سے پوری کرتے ہونگے ورنہ امسال کی افطاری کا خرچ تو ایک روپیہ یومیہ سے کسی طرح زیادہ نہیں ہوسکتا۔ مسجد چونکہ بلندی پر واقع ہے اس لئے منتظمان نے پنکھوں کی ضرورت نہیں سمجھی۔ بورئے پھٹے پرانے میلے کچیلے۔ متولی صاحب تو شاید ہی مسجد میں تشریف لاتے ہوں۔ سید ابرار حسین صاحب مسجد و مدرسہ کے منتظم ہیں کبھی کبھی وہ افطاری کے وقت مسجد میں دکھائی دیتے ہیں مگر تمام باتیں دیکھتے اور سنتے ہوئے بھی وہ اس طرف توجہ نہیں فرماتے۔

مندرجہ بالا خبریں متولی صاحب کی خاص توجہ کے قابل ہیں اور اگر یہ درست ہیں تو ہمیں افسوس ہے کہ جناب خان بہادر محمد حسین صاحب شوق کے زمانۂ تولیت میں مقامی لوگوں کو ایسی شکایتیں ہوں، درآں حالیکہ بیرونی مومنین سالانہ رپورٹ کے ذریعہ انتظام کی خوبی معلوم

کر کے خوشی حاصل کر سکیں۔ حق تو زیادہ مقامی مومنین کا ہے متولی صاحب اپنے چٹ پٹے مضامین مندرجہ رپورٹ کے ذریعہ بیرونی شیعی دُنیا کو خوش کرنے کے بجائے صرف رمضان ہی میں مقامی لوگوں کو "چٹ پٹا مصالحہ دار" سامان افطاری دیدیا کریں تو ایسی شکایتوں کا سدِ باب ہو سکتا ہے۔

اڈیٹر

میرٹھ میں ایک انجمن اور رسالہ ہذا کی سرپرستی

انجمن اتحادیہ کے نام سے میرٹھ میں سنہ ۱۹۱۸ء سے ایک انجمن قائم تھی بسنہ ۱۹۲۰ء میں اس انجمن نے اپنے اغراض و مقاصد میں جزوی ترمیم کرتے ہوئے اپنا نام بھی بدل ڈالا اور انجمن اتحادیہ کے بجائے انجمن معین الاوقاف کے نام سے پکاری جانے لگی بسنہ ۱۹۲ء سے یہ انجمن اپنا کام بخوبی سرانجام دے رہی ہے اور اگرچہ اس کی رفتار دھیمی ہے مگر مستقل ضرور ہے۔ ۱۲؍ اپریل سنہ ۱۹۲۳ء کے جلسہ میں اس انجمن نے رسالہ ہذا کی سرپرستی منظور کر کے اپنے اغراض و مقاصد کی تکمیل کی طرف ایک اور قدم بڑھایا ہے۔ خدا اس انجمن کو عرصۂ دراز تک قائم رکھے۔ اور وہ اپنے مقاصد میں ہر طرح کامیابی حاصل کرے۔ آمین ثم آمین۔

یہ انجمن جیسا اس کے نام سے ظاہر ہے دیگر مقاصد کے ساتھ اوقاف کے متعلق حالات پر روشنی ڈالنے کی ایک خاص غرض لئے ہوئے ہی جو اُمید ہے کہ بصورت سرپرستی رسالہ ہذا اچھی طرح پوری ہو سکے گی اس انجمن کے سکرٹری ہمارے قدیم عنایت فرما محمد حیدر حسن صاحب خلف الصدق جناب حافظ شیخ علی بخش صاحب مرحوم و مغفور ہیں۔ جن کی موجودگی میں ہر طرح سے یہ اُمید کی جا سکتی ہے کہ انجمن اپنی کوششوں میں ضرور کامیابی حاصل کرتی رہیگی۔ اور جس طرح جناب حافظ علی بخش صاحب قومی کاموں میں دلچسپی لیتے رہے ہمارے سکرٹری صاحب بھی اپنے پدر بزرگوار کے نقش قدم پر چلیں اور انجمن و رسالہ کو کامیاب

بنانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرینگے اور رسالہ ہذا انجمن کی سرپرستی اور سکریٹری صاحب ممدوح کی امداد بصورت جائنٹ اڈیٹر کے ذریعہ شیعہ پبلک میں خاص اہمیت حاصل کرکے اصلاحِ اوقاف کے لئے ایک زبردست ارگن کا کام دیگا۔

ہمیں امید ہے کہ متولی صاحبان بھی اس رسالہ اور اس انجمن کے ذریعہ اگر وہ چاہیں بہت کچھ فائدہ اُٹھا سکیں گے اور بہت سے غلط فہمیاں جو خواہ مخواہ ان کے خلاف اکثر پیدا ہو جاتی ہیں دور ہو سکیں گی۔

معاونین کا شکریہ

اڈیٹر مندرجۂ ذیل معاونین رسالہ الوقف کا تہِ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے جنھوں نے ایک گراں قدر رقم سے رسالہ کی امداد فرمائی اور اسے اس قابل بنا دیا کہ وہ اپنی آئندہ ترقی اور کامیابی

منشی حیدر حسن صاحب	سکریٹری انجمن معین الاوقاف	[illegible] سالانہ	[illegible]
منشی شائق علی صاحب	ممبر انتظامیہ کمیٹی	[illegible]	[illegible]
بابو عاشق علی صاحب	"	[illegible]	[illegible]
بابو محمد رفیع صاحب	"	[illegible]	[illegible]
منشی حفیظ الحسن صاحب	"	[illegible]	[illegible]
منشی امداد علی صاحب	"	[illegible]	×
منشی ذاکر حسین صاحب	"	[illegible]	×
منشی محمد مہدی حسین صاحب	"	[illegible]	[illegible]
منشی محبت حسین صاحب	"	[illegible]	[illegible]
منشی وقار حسین صاحب	"	[illegible]	×
مولانا عسکری حسین صاحب	"	[illegible]	×
منشی محمد رضا صاحب	"	[illegible]	[illegible]

محمد اکرم علی خانصاحب پسر محمد احسن علیخانصاحب سابق متولی وقف مصیبہ [illegible] بطور امداد رسالہ

دیگر معاونین جنھوں نے ابھی تک زرِ اعانت کا تعین نہیں فرمایا انکا نام نامی آئندہ اشاعت میں درج کیا جائیگا۔

یہ مہینہ کیسے گذرا

اس مہینہ میں۔ ریوٹر ایجنسی اور دیگر ذرائعہ سے جن خبروں نے ملک میں گشت لگایا ان میں بیرونی دُنیا کے متعلق سب سے اہم خبر جینوا کانفرنس کا انعقاد اور اس میں ناکامی کی خبر ہی۔ اس مہینہ میں چین اور ایران میں بغاوت کی خبریں بھی موصول ہوئیں۔ پیرس کانفرنس میں ترکی اور یونان کے باہم اتحاد کے لئے جو شرائط دول متحدہ نے تجویز کی تھیں اُن پر نہ یونان راضی ہوا نہ ترکی اس طرح پیرس کانفرنس کو بھی کامیابی نہیں ہوئی۔ اٹلی اور ترکی کے درمیان معاہدہ صلح کی جو خبر آئی تھی اس کی تصدیق ہوگئی ہی۔ معاہدہ اقتصادیات کے متعلق ہے اور یہ بھی خیال کیا جاتا ہے کہ اس معاہدہ سے سلطنت برطانیہ کے اغراض و مقاصد پر کچھ اثر نہیں پڑیگا۔ مصر اور آئرلینڈ دونوں آزادی کی جد وجہد میں مشغول ہیں گورنمنٹ برطانیہ سیاسی چالبازیوں سے کام لے رہی ہے۔ اس مہینہ میں کئی دفعہ باہم کشت وخون کی نوبت پہونچ چکی ہی مصر میں زیادہ سختی سے کام لیا جارہا ہے۔ خدیو مصر کو آلہ کاربرآری بنا رکھا ہی اور اس کے اختیارات میں توسیع کیجارہی ہی۔ کردوں نے ایران کے خلاف بغاوت کر رکھی ہے جس کی وجہ سے گورنمنٹ ایران کی مشکلات میں اضافہ ہوگیا ہی۔ حکومت بالشویک کو مشرقی بخارا میں دقتیں پیش آرہی ہیں۔ کہا جاتا ہی کہ انور بے بالشویکوں کے خلاف کارروایاں کررہے ہیں فرانس اور جرمن کے باہم جنگ چھڑ جانے کا اندیشہ روزبروز بڑھتا جارہا ہی۔ مانچسٹر کے جولاہوں نے اپنی شرح مزدوری کم کرکے تجارت کی کساد بازاری کا مقابلہ کرنا چاہا ہے۔ کابل ترقی میں سرگرم رفتار ہی۔ تعلیم بالکل مفت کردی ہے اور جبریہ تعلیم کے خیال کو عملی جامہ پہنانے کی طرف توجہ کی جارہی ہی۔ فوجی محکمہ کی اصلاح میں بھی نہایت سرگرمی کا اظہار کیا جارہا ہے۔ ایک عورت نے لندن میں بیرسٹری شروع کردی ہی۔ فرانس اور بلجیم میں اتحاد ہوگیا۔ ٹیونس فرانس کی نگرانی کا عملاً خاتمہ کرنا چاہتا ہے خود مختاری کا آرزومند ہے۔ شورش برپا ہے۔ یونان اتحادیوں کی [illegible]یت پر ترکوں سے آمادۂ جنگ ہوگیا ہے قسطنطنیہ پر قبضہ کرنے کی خواہش ظاہر کی گئی تھی جسے منظور نہیں کیا گیا۔

ہندوستان میں ترک موالات کی تحریک میں پہلا سا ہڑبونگ نہیں رہا مگر کام برابر جاری ہے۔ دوسری جانب گورنمنٹ بھی غافل نہیں اس نے بھی تشدد سے کام لینا ہے

زیادہ تر کھدر کو رواج دینے کی کوشش ہو رہی ہے یا کانگریس کے ممبر بنانے اور انگورہ فنڈ جمع کرنے کی طرف توجہ ہے۔ کام پھر اس بیدار مغزی اور استقلال سے کیا جا رہا ہے کہ عوام کی سمجھ میں نہیں آسکتا۔ اور یہ خیال جڑ پکڑتا جا رہا ہے کہ ملک کا اب اُٹھنا مشکل ہے۔ مایوسی بڑھتی جا رہی ہے۔ دہلی کے تقریباً ایک سو رضاکاروں نے نیک چلنی کا اقرار کرنے کے بعد جیل خانہ سے آزادی حاصل کی۔ مسٹر مٹر جو ریلوے یونین کے سرگروہ تھے ان کو عدالت عالیہ پنجاب نے چار ماہ کی سزا دیدی۔ کانگریس کے نظام عمل عدم تعاون کے خلاف ممالک متوسط کی کانگریس کمیٹی نے سفارش کی ہے کہ تارک موالاتیوں کو بھی کونسلوں میں جانے کی اجازت ہونی چاہیئے۔ کانگریس اپنے دستور العمل میں تبدیلی کر دے۔ لاہور میں کمیٹی نے مسجد اور مندر بنانے کی منظوری نہیں دی تھی اس کے حکم کے خلاف مسلمانوں نے ایک رات میں مسجد بنالی اور ہندوؤں نے مندر تعمیر کر لیا۔ جھجر ضلع رہتک دھیگل (قصور سب ڈویزن ضلع لاہور) تولی دہلوال ٹرباں خورد ہرکوال ضلع ہوشیارپور میں تعزیری پولیس تعینات کی گئی۔ ضلع سیتاپور اودھ سے وحشیانہ مظالم کی جو خبریں موصول ہوئی تھیں ان کی نسبت کانگریس نے تحقیقات کی اور شہادتیں بہم پہونچائیں۔ اُن سے معلوم ہو گیا کہ خبریں بالکل صحیح ہیں اور تحریک عدم تعاون کو دبانے کے لئے گورنمنٹ نے رعایا پر وہ ظلم کئے ہیں کہ جس سے اس کے دعوئ تہذیب کا بطلان کیا جا سکتا ہے۔ قانون کا بُری طرح گلا گھونٹا جا رہا ہے۔ مہاہند وایا دھیا گورکھا حامی ترک موالات کو تین ماہ قید سخت کی سزا ہوئی تھی۔ میعاد قید ختم ہو گئی مگر اسے رہا نہیں کیا گیا۔ سرحدی صوبہ کو پنجاب میں شامل کرنے کے متعلق ایک انجمن تحقیقات مقرر ہوئی ہے جس نے اپنا کام شروع کر دیا ہے۔ قانون مطابع منسوخ ہو جانے کی وجہ سے حکام ضلع مقامی اخبارات کی ضمانتیں واپس کر رہے ہیں۔ مہاراجہ کولہاپور کا انتقال ہو گیا۔ اخراجات ہند کے متعلق ایک تحقیقاتی کمیشن مقرر ہوئی ہے۔ اکالیوں نے ضلع سیالکوٹ کے نوتار قصبہ میں ایک گوردوارہ پر قبضہ کر لیا جس کا انتظام مجسٹریٹ کی طرف سے ایک مقامی کمیٹی کے سپرد تھا۔ سیاسی قیدیوں کی حالت ہر جیل خانہ میں خراب بتائی جاتی ہے جس کے خلاف ملک میں صدائے احتجاج بلند کیجا رہی ہے۔ مولانا حسرت کو جیوری نے بے قصور بتایا مگر اس پر بھی جج نے دو سال قید بامشقت کی سزا دیدی۔ پنڈت جواہر لال نہرو پھر گرفتار کر کے جیل بھیجدئے گئے۔ مہاتما گاندھی کے صاحبزادے کیا تھ

بھی یہی سلوک کیا گیا۔

اکالیوں کو گرو کے باغ میں خوب مار دھاڑ کیا گیا سکھ صاحبان کا عدم تشدد قابل داد ہے۔ گورنمنٹ نے اب تشدد کم کردیا ہے۔ ممالک غیر کی تازہ خبروں میں یہ بات اسلامی طبقہ میں نہایت مسرت سے سنی جائیگی کہ ترک ہر طرح جیت گیا ہیں۔ سمرنا فتح کرلیا۔ آبناؤں کی آزادی کے مسئلہ میں برطانی اور ترکوں میں کشمکش ہو رہی ہے۔ برطانیہ اپنی چال الگ چل رہی ہے۔ ترک بھی اپنی سیاسی قابلیت کا اظہار کر رہے ہیں۔ ترکستان میں انور بے جن کو مُردہ مشہور کردیا تھا پریسیڈنٹ جمہوریہ بن گئے۔ سلطنت بالشویک کا پریسیڈنٹ لینن تھا اس نے ایک طویل رخصت لی ہے اور اپنی جگہ محمد سلاطین باقی مسلمان کو پریسیڈنٹ بنا دیا ہے۔ وزیر خارجہ بھی آج کل سلطنت ماسکو میں مسلمان ہے۔ اس طرح ترکوں کی امداد میں بہت ہاتھ ہیں جو بلند ہو چکے ہیں اور اب ان کی کامیابی یقینی ہے۔ امیر صاحب کابل کے متعلق بھی ترقیوں کی خبریں آرہی ہیں فوجی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ یہاں تک کہ کابل میں جبری بھرتی شروع ہو گئی ہے۔ ہندوستان کی خبروں میں یہ خبر نہایت دلچسپ ہے کہ لارڈ ریڈنگ موجودہ والسرائے ہندوستان سے واپس بلائے جانے والے ہیں بعض اخبارات نے تو آپکے جانشین کا نام بھی درج کردیا ہے۔ بہر نوع یہ خبریں ابھی تصدیق طلب ہیں۔

لیڈروں کی پکڑ دھکڑ جاری ہے۔ جلسوں کا پھر زور شور ہو رہا ہے اور پہلے تحریک عدم تعاون جسکی رفتار کم ہو گئی تھی پھر جان پکڑ گئی ہے۔ دسہرہ کا تہوار تمام ہندوستان میں بخیر و خوبی گذر گیا۔ ہندو مسلمانوں کے اتحاد میں ملتان کے فساد نے کچھ رخنہ اندازی کردی تھی مگر لیڈران قوم کی مساعی جمیلہ سے اس قضیہ نامرضیہ کا بخیر و خوبی تصفیہ ہو گیا ہے۔

میرٹھ میں ایک مقدمہ نرالے رنگ کا چل رہا ہے۔ ڈپٹی عبداللہ صاحب پنشنر نہر ساکن حال مظفرنگر کے عزیزوں میں سے ایک عورت مسماۃ نادری بیگم احتشام الدین صاحبزادہ صوفی انتظام علی صاحب کے ساتھ منسوب ہوئی تھی۔ عورت کے پاس جائداد معقول ہے حُسن خداداد بھی رکھتی ہے ڈپٹی صاحب نے اس خواہش میں کہ اس کی شادی ان کے لڑکے غالب سے ہو جائے کوشش شروع کردی مگر عورت کے شوہر نے طلاق نہیں دی۔ ڈپٹی صاحب نے ایک چال سوچی اور اچھی سوچی عورت کو عیسائی کرادیا جس سے بلا طلاق عورت شرعاً نکاح سے باہر ہو گئی۔ اس چال سے ڈپٹی صاحب کو امید تھی کہ وہ کامیاب ہو جائینگے مگر ان کی بدقسمتی سے معاملہ نے ایسی خطرناک صورت اختیار کرلی کہ لڑکی آج کل عیسائی مشنری کے قبضہ میں آگئی ہے

تاریخ الاوقاف

ہمارا ارادہ ہے کہ اس نام سے ایک کتاب کا سلسلہ شروع کیا جائے جو ایسی ضخیم بھی نہو کہ اس کی چھپائی لکھائی کے انتظام میں دشواریاں نظر آنے لگیں اور نہ اس قدر مختصر کہ اس سے ناظرین کی معلومات میں اضافہ تک نہو سکے۔ اس کتاب میں کسی مخصوص پارٹی یا فرقہ کے وقف کے حالات درج نہ ہونگے۔ بلکہ ہندو مسلمان۔ شیعہ۔ سُنّی۔ غرض ہر مذہب و ملّت کے وقف کے حالات جہاں تک فراہم ہو سکیں گے درج کئے جائینگے اور ہمیں امید ہے کہ یہ کتاب ختم ہونے کے بعد کتب خانوں میں ایک بیش قیمت ذخیرہ معلومات ثابت ہوگی۔ امید ہے کہ ہمارے ناظرین اس طرف خاص توجہ فرما کر حسب ذیل معلومات کو جلد سے جلد فراہم کر کے کتاب کے سلسلہ کو شروع کرنے میں ہماری امداد فرمائیں گے۔ ہم کم از کم پانچ چھ کاپیوں کا مضمون اکٹھا ہوتے ہی کتاب کا سلسلہ شروع کر دینگے۔ یہ کتاب معلومات فراہم کرنے والے اصحاب کی خدمت میں یکجائی مُفت بھیجی جائے گی۔ اور خریداران رسالہ ہذا کی خدمت میں ہر مہینہ سلسلہ وار پہونچتی رہے گی۔

مقام و نام وقف۔ واقف کے مختصر حالات۔ جو جائداد وقف ہوئی ہے وہ واقف کو کس طرح حاصل ہوئی تھی۔ جائداد کب وقف کی گئی۔ جائیداد وقف کس قدر ہے اور اس کی کیا آمدنی ہے۔ قدر و قیمت جائداد وقف۔ وقف کیوں کیا گیا۔ اغراض و مقاصد وقف۔ انتظام جائداد وقف میں کیا کیا تبدیلیاں ہوئیں۔ بلحاظ انتظام وقف کے موجودہ حالت اچھی ہے یا بُری۔ انتظام میں خرابی ہونے کا سبب کیا ہے۔ متولیان سابق و موجودہ متولی کے انتظامات کا مقابلہ۔ انتقال تولیت کے وجوہات۔ دیگر معلومات متعلق جائیداد و متولیان وقف وغیرہ۔

چٹنی

ہم دوا و ہم غذا

یہ چٹنی ہمارا تمام خاندان اور قریب قریب دوستوں کا بہت بڑا حصہ استعمال کرتا رہتا ہی۔ قریب قریب ایسی تمام ادویہ جو ہاضمہ کی خرابی کو دور کرنے والی ہیں وہ اس چٹنی کے نسخہ میں شامل ہیں۔ اُستاد نے ایسی ادویہ کو ترکیب دیتے ہوئے اس بات کا بڑا لحاظ رکھا ہی کہ ذائقہ خراب نہونے پائے! اس لئے یہ چٹنی جہاں کثیر الفوائد ہے اُسی کے ساتھ شکل و صورت و ذائقہ کے لحاظ سے کسی طرح دوا نہیں کہی جاسکتی اور حقیقت میں ہو دوائے ہاضم اسقدر ہی کہ آپ آزما کر دیکھ لیں۔ اگر اسقدر کھا لیا جائے کہ کھٹی ڈکاریں آنے کا گمان غالب ہو جائے اُس وقت اس چٹنی کو تولہ یا ۲ ماشہ کے قریب کھا لیجئے۔ ساری شکایت دور ہو جائیگی۔ کھانا ہضم ہو کر عجب نہیں کہ بھوک معلوم ہونے لگے قبض اور دردِ شکم کی حالت میں اس کا استعمال خاص طور پر مفید ثابت ہوا ہے۔

تھوڑی سی دسترخوان پر روزانہ آجایا کرے تو ہاضمہ کے متعلق کسی قسم کی شکایت پیدا ہی نہیں ہو سکتی چونکہ تمام ادویہ خشک ہیں اس لئے ہندو مسلمان۔ عیسائی ہر ایک مذہب کے لوگ استعمال کر سکتے ہیں۔

قند سیاہ۔ پیاز اور لہسن بھی اس چٹنی کے اجزا میں شامل ہیں۔ یہ ہر سہ اجزا چٹنی کو تر کر دینے والے ہیں۔ ہم نے اس خیال سے کہ بعض اصحاب پیاز و لہسن نہیں کھا سکتے اور بعض کو میٹھی چٹنی پسند نہیں ہوتی ان ہر سہ اجزا کو شامل نہیں کیا بلکہ ان کے بجائے اور دوسرے اجزا ترکیب دیدیئے گئے ہیں۔ البتہ پرچۂ ترکیب میں قند سیاہ پیاز اور لہسن کے ملانیکی ترکیب لکھدی گئی ہی جسے دیکھ کر شوقین اپنے مزاج کے موافق اس چٹنی کو خوش ذائقہ یعنی میٹھی چٹنی بنا سکیں گے چونکہ اس چٹنی میں کسی قسم کی تری نہیں تمام چیزیں خشک سفوف کی صورت میں ہیں اس لئے ہمیں امید ہی کہ ہمارے ہندو بھائی بھی اس چٹنی کو خرید کر فائدہ اُٹھائیں گے۔ اس چٹنی کو اکٹھی منگا کر رکھ لیجئے مدتوں کام دیگی۔ سفوف کو حسب خواہش جس وقت چاہو چٹنی کی صورت میں لا سکتے ہو اتنی بھی دقت نہ ہوگی جس قدر پودینہ اور کھٹائی وغیرہ کی چٹنی کو تیار کرنے میں ہوتی ہی۔

اس چٹنی کی ہم آپ سے خاص طور پر سفارش کرتے ہیں ایک مرتبہ ضرور منگا کر استعمال کیجئے۔

قیمت فی پیکٹ ۸ر علاوہ محصول ڈاک۔

المشتہر

منیجر رسالہ الوقت میرٹھ